سوال

(319) یکجائی تین طلاق کا حکم شریعت کی روشنی میں

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسئلہ میں کہ میرے بھائی محمد الیاس نے گھریلونا چاقی اور اختلافات سے تنگ آکر اپنی بیوی مسمات زیب النساء کو مورخہ 94-11-5 کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی تھیں ۔ اب وہ اس اپنی مطلقہ بیوی سے رجوع کرنا چاہتا ہے کیا قرآن وحدیث کی روشنی کے مطابق وہ اپنا گھر آباد کر سکت ہے یا نہیں ؟ شرعی فتویٰ صادر فرمائیں۔

نوٹ : میں حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میرے بھائی نے اس سے پہلے اپنی اس بیوی کو کوئی طلاق نہیں دی ۔

(سائل : محمد جاوید ولد محمد الطاف نیوشالامار ٹاؤن مکان نمبر 78 گلی نمبر 2 رحمن پارک لاہور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال صورت مسؤلہ میں صرف ایک رجعی طلاق واقع ہوئی ہے ، قرآن وحدیث کی نصوص صریحہ ، ماہرین شریعت اور محققین علمائے امت کی تصریحات کے مطابق اکٹھی تین طلاقیں شرعا ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے ۔ جیساکہ قرآن مجید میں ہے

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ۗ البقرة ... ٢٢٩

کہ رجعی طلاق دو مرتبہ ہے ، پھر یا تو اچھے طریقہ کے ساتھ بیوی کو آباد رکھنا ہے یا پھر بھلے طریہ کے ساتھ اسے چھوڑ دینا ہے ۔ اس آیت شریفہ میں لفظ مرتان مرہ کا تثنیہ ہے اور مرة کا معنی ایک دفعہ اور ایک وقت اور ایک مجلس ہے جیساکہ قرآن مجید کی سورۃ النور میں ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ ۚ النور ... ٥٨

اے ایمان والو تمہارے غلام ، لونڈی اور تمہارے نابالغ بچے تین اوقات میں جازت لے کر تمہارے پاس آیا کریں ۔ ایک نماز فجر سے پہلے دوسرے جب تم دوپہر کے وقت آرام کے لئے کپڑے اتار رکھتے ہو اور تیسرے عشاء کی نماز کے بعد یہ تین وقت تمہاری بے پردگی کے وقت ہیں ۔ ،،

اس آیت شریفہ میں ثلث مرات سے مراد صرف تین وقت ہی ہیں ۔ تین کا عدد ہر گز نہیں ۔ اور قاعدہ القرآن یفسر بعضہ بعضا کے مطابق الطلاق مرتان کا معنی بھی لا محالہ طلاق دو دفعہ ہی ہے ، دو طلاقیں ہر گز نہیں ۔ ورنہ قرآن کی عبارت الطلاق طلقتان ہوتی جب کہ ایسا ہر گز نہیں ۔ بس قرآن سے ثابت ہوا کہ یکجائی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق ہوتی ہے ۔ اب احادیث صیحہ مرفوعہ متصلہ غیر معللہ ولا شاذ ملاحظہ فرمایئے ۔

3۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ : "كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَبِي بَكْرٍ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، طَلَاقُ الثَّلَاثِ : وَاحِدَةً (1) مسلم کتاب الطلاق ج 1 ص 477

''حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق کے عہد سے لے کر حضرت عمر کی خلافت کے ابتدائی دو برسوں تک اکٹھی تین طلاقیں ایک رجعی شمار ہوتی تھی ۔ ،، اس صحیح حدیث کے بعد ایک سچا واقعہ بھی پڑھئے ۔

4۔ عن ابن عباس ، قال : طلق رکانۃ بن عبد یزید - امرأتہ ثلاثاً فی مجلس واحد ، فحزن حزناً شدیداً ، قال : فسألہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : "کیف طلقتہا ؟ "قال : طلقتہا ثلاثاً ، فقال : "فی مجلس واحد ؟ "قال : نعم ، قال : "فإنما تلک واحدۃ ، فأرجعہا إن شئت" ، قال : فراجعہا ، (2) اخرجہ احمد وابو یعلی و صححہ ۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری ج 9 ص 216 و نیل الاوطار ج 6 ص 361

کہ حضرت رکانہ اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے کر بڑے غمگین ہوئے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت فرمانے پر عرض کیا کہ حضرت ! اکٹھی تین طلاقیں دے بیٹھا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یہ تو ایک رجعی طلاق واقع ہوئی ہے آپ رجوع رکر سکتے ہیں ۔ تو انہوں نے اپنی مطلقہ بیوی سے رجوع کر لیا (1) التعلیق المغنی : ج 4 ص 47

5۔ ہزار سے زائد صحابہ کا مذہب اور فتویٰ ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق پڑتی ہے ۔ (2) مقالات علمیہ : ص 247

6۔ حنفیہ میں سے امام محمد بن مقاتل الرازی (شاگرد امام ابو حنیفہ) ، مفتی ظفیر الدین مفتی دار لعلوم دیوبند ، علامہ سعید احمد اکبر آبادی حنفی ، علامہ عروج قادری حنفی اور مشہور بریلوی عالم پیر کرم شاہ بھیروی کی رائے بھی یہی ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے (4)

7 ۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ ، امام بن قیم شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی اور شیخ الاسلام ثناء اللہ امر تسری کا بھی یہی فتوی اور اسی طرح مفتی اعظم سعودی عرب الشیخ عبد العزیز بن باز کا بھی یہی فتویٰ ہے ۔ ان مذکورہ بالا آیات ، احادیث صیحہ اور محققین علمائے امت اور ماہرین شریعت کی تصریحات سامیہ کے مطابق صورت مسؤلہ میں ایک رجعی طلاق واقع ہوئی ہے ۔ بشر طیکہ طلاق دہندہ کی یہ پہلی ہی طلاق ہو ۔ چونکہ یہ طلاق مورخہ 94-11-5 کو دی گئی ہے ، جیسا کہ سوال نامہ کے خط کشیدہ تصریح سے واضح ہے ، لہذا طلاق موثر ہو کر نکاح سابق ٹوٹ چکا ہے اور مسماۃ ریب النساء اپنے شوہر محمد الیاس ولد عبد العزیر کے حبالہ عقد سے آزاد ہو چکی ہے ، لہذا اب رجوع شرعا ممکن نہیں ، ہاں چونکہ یہ طلاق رجعی اور پہلی ہے ، اس لئے اب شرعا جدید نکاح بلا حلالہ کے جائز ہے ۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ٢٣٢ ... البقرة

کہ جب تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو ان کو اپنے خاوندوں کے ساتھ دوباہ نکاح کر لینے سے مت روکو جب وہ آپس میں شریعت کے مطابق راضی ہو جائیں ۔

یہ آیت شریفہ اس وقت نازل ہوئی جب حضرت معقل بن یسار نے اپنی ہمشیرہ کو اپنے خاوند سے دوبارہ نکاح کرنے سے روک دیا تھا ۔ (5)

پس صورت مسؤلہ میں نکاح ثانی کی گنجائش اور اجازت ہے ۔ حلالہ جیسے لعنتی فعل کی ہر گز ضرورت نہیں ۔ یہ جواب بشرط صحت سوال تحریر کیا گیا ہے ۔ مفتی کسی عدالتی کاروائی کا ہر گز

ذمہ دار نہ ہوگا۔ ھذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(1)التعلیق المغنی: ج4ص47.(2)مقالات علمیہ: ص247(3) صحیح بخاری: کتاب الطلاق وکتاب التفسیر

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص786

محدث فتویٰ